

ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ فِي وَقْتٍ أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ، فَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ، وَيَتَوَضَّأُ لِمَا يَسْتَقْبِلُ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَيَغْتَسِلُ، وَالتَّيْمُّ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْوُضُوءِ سَوَاءٌ.

”فقہائے سبعہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیمم کر کے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت ہی میں پانی ملا یا وقت گزرنے پر، اس نماز کو دوہرانا ضروری نہیں۔ ہاں! آئندہ کی نمازوں کے لیے وضو اور غسل کرنا پڑے گا۔ جنابت اور بے وضو ہونے کے تیمم کا ایک ہی حکم ہے۔“  
(السنن الکبریٰ للبیہقی: 232/1، تاریخ دمشق لابن عساکر: 250/40، وسندہ حسن)

**سوال ۹:** اگر امام بے وضو نماز پڑھا دے تو کیا مقتدی بھی دوبارہ نماز پڑھیں گے؟

**جواب:** امام بے وضو نماز پڑھا دے تو اسے نماز دوہرانا پڑے گی، لیکن مقتدی نماز نہیں لوٹائیں گے۔ ان کی نماز درست ہے، جیسا کہ:

شیخ الاسلام، امام ابو عبد الرحمن، عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (118-181ھ) فرماتے ہیں:  
لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ قُوَّةٌ لِمَنْ يَقُولُ: إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ بِغَيْرِ وُضُوءٍ أَنَّ أَصْحَابَهُ يُعِيدُونَ، وَالْحَدِيثُ الْآخِرُ أَثَبَتْ أَنْ لَا يُعِيدُ الْقَوْمُ، هَذَا لِمَنْ أَرَادَ الْإِنْصَافَ بِالْحَدِيثِ. ”جو لوگ کہتے ہیں کہ جب امام بے وضو نماز پڑھا بیٹھے تو اس کے مقتدی بھی نماز دوہرائیں گے، ان کے لیے حدیث سے کوئی دلیل نہیں۔ اس کے برعکس دوسری حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ مقتدی نماز نہیں دوہرائیں گے۔ جو شخص حدیث کے ساتھ انصاف کرنا چاہے، اس کا یہی موقف ہوگا۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی: 401/1، وسندہ حسن)

فقہیہ و امام، حافظ عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ (م: 135ھ) فرماتے ہیں:  
وَهُوَ هَذَا الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ، الْجُنُبُ يُعِيدُ وَلَا يُعِيدُونَ، مَا أَعْلَمُ فِيهِ

اختِلَافًا. ”یہ اتفاقی بات ہے کہ جنبی امام (اگر جنابت کی حالت میں نماز پڑھا دے تو) اسے نماز دوہرائی پڑے گی، البتہ مقتدی نہیں دوہرائیں گے۔ مجھے اس بارے میں کوئی اختلاف معلوم نہیں۔“ (سنن الدارقطني: 364/1، السنن الكبرى للبيهقي: 400/2، وسنده صحيح) جب امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ایسے امام کے متعلق پوچھا گیا، جس نے بغیر وضو کے نماز پڑھا دی، تو انہوں نے فرمایا: يُعِيدُ، وَلَا يُعِيدُونَ. ”وہ خود تو نماز دوہرائے، لیکن اس کے مقتدی نہ دوہرائیں۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 401/2، وسنده حسن)

**سوال ۱۰:** اکہری اقامت کے بارے میں کیا ثابت ہے؟

**جواب:** اکہری اذان کے ساتھ اکہری اقامت اور دوہری اذان کے ساتھ دوہری اقامت کہی جائے گی۔ اس بارے میں وارد ہونے والی تمام روایات کا یہی مفہوم ہے۔ جہاں تک اکہری اقامت کا تعلق ہے، تو یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إِنَّمَا كَانَ الْإِذَاؤُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

”رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اذان دو دو مرتبہ (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کہنے کے ساتھ) ہوتی تھی اور اقامت ایک ایک مرتبہ (اکہری) تھی۔ ہاں، صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے کلمات دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد: 85/2، سنن أبي داود: 510، سنن النسائي: 629، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (374)، امام ابن حبان (1674، 1677) اور امام حاکم (709) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔